OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI (AIOU)
ISSN (Print): 1992-8556
ISSN (Online): 2664-0171
https://mei.aiou.edu.pk

سودی نظام کا خاتمہ (سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں)

Demolishing of the interest based economical system in the light of Seerat un Nabi

عطاء اللہ
پی ایچ ڈی سکالر، کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
عبدالقیوم
پی ایچ ڈی سکالر ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ، اسسٹنٹ پروفیسر پی جی سی مظفر آباد

Abstract

The reformation of the muslim socity lies only in acting upon the Holy prophet (Peace be upon Him) came to purge the Society from moral diseas. He not only for forbade people committing against crimes immoral deeds but also ordered His followers to abstain from the curse of usury (interest on loan)
Usuary is such a curse where all the wealth is accumulated in few hands, and the weak and oppressed class of the Society become indebted to them to fulfill their needs. Even the Arab tribes used to practice transaction based on usury.But when Islam came, Holy Prophet forbade them from this and command them to avoid this ignorant practice and dissolved the interest of Hazrat Abbas. Islam prohibited usury gradually so that immoral practices could be eliminated from the muslim society and the Muslims could lead peaceful and serene lives.

Key Word: Interest, Oppressed , Purge , Demolishing

انسان اپنی مادی اور معنوی ضروریات کی تکمیل میں آزاد نہیں بلکہ ان اصول وکلیات کا پابند ہے جن کی بنیاد اسلام کے عادلانہ نظام پر رکھی گئی ہے۔ مادی ضروریات کو پورا کرنے کا یہ تصور نہ صرف مسلم معاشرے میں دولت کی منصفانہ تقسیم کا ضامن ہے، بلکہ پرامن بقائے باہمی کا بھی موجب ہے۔ اسلام آفاقی دین ہے جس نے انسانیت کی راہنمائی کے لیے ایسے اصول وضوابط وضع کیے ہیں جن کی بنیاد رحم وکرم، محبت ومودت، ایثار وقربانی، بھائی چارے، فلاح وبہبود اور بھلائی پر ہے۔ تاریخ انسانی کی ابتداء اسی خیر اور بھلائی کے ساتھ ہوئی، مگر مرور زمانہ کے ساتھ کتب سماویہ کو تحریف وتاویل کی بھینٹ چڑھا کر مفاد پرستی کی راہیں ہموار کی گئیں۔ ایسے رسوم ورواج متعارف کرائے گئے تھے، جن کے جبر وتشدد سے انسانیت سسک اٹھی تھی۔ مادی ضرورت کو پورا کرنے کا کوئی منصفانہ قانون نہ تھا، جس کی وجہ سے رشوت، کرپشن، سود جیسی لعنتیں عام تھیں۔ ہر فرد اپنی طاقت کے بل بوتے پر مادی ضرورت کی تکمیل کرتا تھا۔ جب دنیا کے افق پر اسلام کا سورج طلوع ہوا تو زبان رسالت نے جہاں دیگر انسانیت کش رسوم کا خاتمہ کیا، وہاں سود، رشوت اور کرپشن جیسی معاشی دہشتگردی کا بھی خاتمہ کیا، تاکہ معاشرتی بے چینی، فتنے اور فساد کا خاتمہ

ہو اور دنیا امن کا گہوارہ بنے۔ بجا طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر محسن انسانیت کا ظہور نہ ہوتا تو، قرض دینے والوں کے خون آشام پنجے مقروضوں کے زخمی جسموں کو اسی طرح نوچ رہے ہوتے اور بدترین معاشرتی نظام عروج پر ہوتا۔

"ربا" کا مفہوم

"ربا" کو اردو میں سود، انگریزی میں INTEREST اور USURY ، عربی میں "ربا" یا "لیاط" ([۲]) کہا جاتا ہے۔ جس کے معنی زیادتی اور اضافے کے ہیں، اس سے مراد وہ غیر قانونی اضافہ ہے جو مقروض سے شرط لگا کر وصول کیا جاتا ہے۔ لفظ "ربا" کو "واو، الف اور ی" یعنی ربا، ربٰو، ربیٰ "تینوں طرح پڑھنا درست ہے [۳]۔

صاحب تاج العروس ربا کی تعریف میں لکھتے ہیں: كُلُّ قَرْضٍ يُؤَخَذُ بِهِ أَكْثَرُ مِنْهُ[۴]

(ہر وہ قرض جس کے ذریعے اس سے زیادہ رقم وصول کی جائے ربا ہے)

محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ربا کی تعریف یوں نقل کی ہے:

كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبَا[۵]

امام ابو بکر جصاص حنفیؒ تعریف کو ان الفاظ کے ساتھ واضح کرتے ہیں:

وَهُوَ الْقَرْضُ الْمَشْرُوطُ فِيهِ الْأَجَلُ وَزِيَادَةُ مَالٍ عَلَى الْمُسْتَقْرِضِ[۶]

(وہ مشروط قرض ہے جس میں مدت متعین کی گئی ہو اور مقروض پر زیادہ مال بھی لاگو کر دیا گیا ہو)

فضالہ بن عبید سے منقول ہے: عن فضالة بن عبيد موقوفا بلفظ كل قرض جر منفعة فهو وجه من وجوه الربوا[۷]

(ہر وہ قرض جو کوئی منفعت کھینچ کر لائے، وہ ربا کی اقسام میں داخل ہے)

رسول اللہ ﷺ، حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام "ربا" سے یہی مفہوم لیتے تھے کہ ہر وہ قرض جس میں شرط لگا کر اضافی مال وصول کیا جائے، ربا کہلاتا ہے۔ تاہم اگر شرط نہ لگائی جائے اور اضافی مال دیدیا جائے تو اسے ربا نہیں سمجھا جائے گا۔ حضرت ابن عمر سے تعلیقاً روایت منقول ہے:

قال ابن عمر في القرض الي اجل لاباس به وان اعطي افضل من دراهمه مالم يشترط [۸]

(معین مدت کے لیے قرض دینے میں کوئی حرج نہیں، خواہ قرض دار اس کے دراھم سے بہتر درھم ادا کر دے، بشرطیکہ یہ اضافہ ادائیگی میں طے نہ ہو)

ربا (سود) کی اقسام

اہل علم نے ربا کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔

۱۔ ربا النسیئہ: قرضے پر اضافی پیسے وصول کرنا۔ اسے ربا القرآن، ربا الجاهلیہ یا ربا الدین بھی کہتے ہیں۔ عقلی طور پر اس کی تین صورتیں ہوتی ہیں:

ا) مدت معینہ پر ادائیگی کر دی جائے تو کوئی اضافہ نہیں، مدت گزرنے پر اتنی مالیت سود کے طور پر دینا ہوگی۔

۲) پہلی ادائیگی پر ہی سود کی رقم متعین کی جائے۔

۳) عدم ادائیگی کے ساتھ سودی قرضہ بڑھنے کی شرط لگالی جائے۔

۲۔ ربا الفضل: زیادتی کا ربا، اسے ربا الحدیث بھی کہاجاتاہے۔اس سے مراد وہ چھ چیزیں ہیں جن کو حدیث میں برابر فروخت کرنے کا حکم دیا گیاہے اور زیادتی کو حرام و ناجائز بتلایا گیاہے[۹]۔

ربا (سود) کی تاریخ

سود کی تاریخ اتنی پرانی ہے، جتنی کہ انسان اور تجارت سے واقفیت کی۔ابتداء انسانیت سے جس تجارت کی ابتداء ہوئی، اس میں رفتہ رفتہ بگاڑ آنا شروع ہوا اور انسان دنیاوی مفادات کے لیے اندھے ہو کر کمزوروں پر ظلم ڈھانے لگے۔ متعین طور پر یہ نہیں کہاجاسکتا کہ سب سے پہلے کس شخص نے اس سودی نظام کی بنیاد ڈالی،البتہ تاریخ سے واضح ہوتاہے کہ جاہلی دور میں کاروباری قرضوں پر سود کا عام رواج تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے "ربو" سے تعبیر کیاہے۔قرآن مجید نے عموم کے صیغے سے "ربا" کی ممانعت کی، خواہ وہ سود نجی اور شخصی ہو یا تجارتی قرضوں پر۔ سود اپنی تمام شکلوں کے ساتھ قرآن مجید اور سابقہ سماوی کتب میں حرام چلا آرہاہے۔اب سودی نظام کے تسلط کو عام کرنے کے لیے اسے نئی تشریح کا نام دینا،اس کی حرمت پر نظرثانی کی درخواستیں کرنا شریعت کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہوگا۔دور رسالت کی معاشی سرگرمیوں کا یہ امتیازی پہلو تھا کہ آپ نے سود کے رسیاافراد کواس سے بچایا۔خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے سود کی حرمت کا اعلان فرمایا اور سب سے پہلے عباس بن عبدالمطلب کا سود باطل قرار دیا[۱۰]۔

خطبہ حجۃ الوداع میں جہاں آپ ﷺ نے دیگر اہم عناوین پر کلام کیا، وہاں سود کے متعلق فرمایا:

أَلا إِنَّ كُلَّ رِبًا كَانَ فِي الجاهلية موضوع عنكم كله، لكم رؤس أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلا تُظْلَمُونَ. وَأَوَّلُ رِبًا مَوْضُوعٍ، رِبَا الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، مَوْضُوعٌ كُلُّهُ.[۱۱]

(آگاہ ہو جاو، جاہلی سود سارا تم سے ختم کر دیا گیاہے، تمہارے لیے قرض کی اصل شکل ہے،نہ تم ظلم کرو، نہ تم پر کیا جائے، سب سے پہلے جو ربا ختم کیا گیا، وہ ابن عباس کا ہے، جو پورے کا پورا ختم کیا گیاہے)

تورات، زبور اور انجیل میں اس کی ممانعت کے واضح ثبوت موجود ہیں۔بائبل کتاب الخروج میں ہے:

"اگر تم اپنے بھائی کو محتاج پاو، کو جو تیرے پاس رہتاہے، قرض دو، تو اس سے قرض خواہ کی طرح سلوک نہ کرنا، اس سے سود نہ لینا"[12]۔

یہودیوں نے "بھائی" سے صرف یہودی مراد لیا، اور کہا کہ باقی لوگوں سے سودی لین دین جائز ہے اور آج دنیا میں یہودیوں کی ان کارستانیوں سے ساری دنیا پر سودی نظام مسلط ہے۔کتاب استثناء میں ہے: "تو اپنے بھائی کو سود

پر قرض نہ دینا، خواہ وہ روپے کا ہو یا اناج کا یا کسی ایسی چیز کا جو بیاج پر دی جاتی ہے "[13]۔ زبور میں نیک انسان کی صفات بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے: "وہ اپنا روپیہ سود پر نہیں دیتا"[14]

اہل یہود میں جہاں اور بہت ساری خرابیاں پائی جاتی ہیں کہ وہ مسلمانوں کو بے دین کرنے کے لیے سرمایہ خرچ کرتے ہیں، وہاں سود خوری میں چلے آ رہے ہیں۔ ڈاکٹر صالح لکھتے ہیں:

اليهود هم أكلة الربا في العالم كله [15]

انجیل لوقا میں ہے: "اقرضو ا وانتم لاترجون شيئافيكون اجركم عظيما"[16]

(اگر تم مقروض کو بغیر کسی لالچ کے قرضہ دو، پس تمہارے لیے بڑا اجر و ثواب ہے)

سودی نظام میں ایک شخص کا فائدہ دوسرے کے نقصان کو مستلزم ہے۔ سودی معاملات میں دولت کی دیوی ظالموں، امیروں، غنڈا گردوں اور ارباب اقتدار کے گرد گھومتی ہے اور غریب دو وقت کی روٹی کو ترستے ہیں۔ کچھ ایسا ہی سلوک طاقتور ممالک ماتحت کمزوروں کے ساتھ کر رہے ہیں۔ پہلے مرحلہ پر انھیں سود پر قرضہ دیا جاتا ہے، پھر اصل رقم سے پہلے سود وصول کیا جاتا ہے۔ سود کے مضر اثرات کی بدولت معاشرہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے سود میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ان پر حلال چیزوں کو بھی حرام کر دیا تھا۔ فرمان خداوندی ہے:

فَبِظُلْمٍ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ۝ وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا[17]

اسلام سے پہلے عرب میں ربا کا تصور

اہل عرب جس کو ادھار پر مال دیتے، مقررہ تاریخ پر دوگناہ وصول کرتے تھے اور اگر مقروض ادائیگی نہ کر سکتا تو وہ مال بڑھتا رہتا تھا۔[18]

اسلام انسان کی مادی اور مذہبی ضروریات میں مساوات کا قائل ہے، نہ تو مادی ضروریات سے کنارہ کشی کا حکم دیتا ہے اور نہ ہی ان مادی ضروریات کی تکمیل کے لیے ہر جائز، ناجائز کام کی انجام دہی کا۔ اسی لیے سیرت النبی ﷺ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمارے لیے بعض معاشی سرگرمیاں جائز ہیں اور بعض حرام و ناجائز۔ ناجائز معاشی معاملات میں سود بھی ہے، جس سے بچنے کی تاکید آئی ہے۔

قرب قیامت میں سودی لین دین کی کثرت

قرآن مجید نے ربا کی شناعت اور قباحت کو ۲ رکوعات میں بیان فرمایا ہے اور اسے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اعلان جنگ کے مترادف قرار دیا ہے اور اس کے دنیا میں پھیل جانے اور ہر ایک کو اس کا دھواں پہنچنے کی پیش گوئی فرمائی ہے۔ فرمان رسول ہے:

بين يدي الساعة يظهر الربا، والزنا، والخمر[19]

(قرب قیامت میں سود، زنا اور شراب عام ہو جائے گی)

دوسرے مقام پر فرمان رسول ہے:

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَأْكُلُونَ فِيهِ الرِّبَا "، قَالَ: قِيلَ لَهُ: النَّاسُ كُلُّهُمْ؟ قَالَ: "مَنْ لَمْ يَأْكُلْهُ مِنْهُمْ نَالَهُ مِنْ غُبَارِهِ[20]

(لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ سود کھا رہے ہوں گے، پوچھا گیا کہ کیا سارے لوگ؟ آپ نے فرمایا جو نہیں کھائے گا، اس کو سود کا دھواں ضرور پہنچے گا)

ہم بد قسمتی سے ایسے ہی دور میں جی رہے ہیں جس میں سود ہر فرد کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا ہے اور ہر شخص شعوری اور لاشعوری طور پر اس سے متاثر ہو چکا ہے۔ اگر کوئی مسلمان نیک نیتی سے سود سے بچنا چاہتا ہے تو اسے کئی مواقع پر الجھنیں پیش آتی ہیں اور تاجر مال نہ درآمد کر سکتے ہیں، نہ برآمد، ان کے لیے آسان یہ ہے کہ وہ بنک سے ایل سی LETTER OF CREDIT لیں تاکہ تجارت جاری رکھ سکیں۔ سود در حقیقت اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ اس کے مفاسد سے جہاں آج دنیا آگاہ اور واقف ہے، وہاں شارح علیہ السلام نے چودہ سو سال پہلے آگاہ کر دیا تھا کہ اگر معاشرے اس لعنت سے پاک نہیں ہوں گے تو ان کی زندگیاں اجیرن بن جائیں گی۔

حرمت سود کے تدریجی مراحل

اہل عرب جس طرح شراب جیسے قبیح عمل میں پھنسے ہوئے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق بتدریج احکام نازل فرمائے، اسی طرح عرب میں سود عام تھا تب اللہ تعالیٰ نے بتدریج اس کے متعلق احکام نازل فرمائے اور حکیمانہ انداز میں انسانیت کو اس اخلاقی بیماری سے آگاہ فرمایا۔

۱) سود کی نفرت اجاگر کرنے کے لیے فرمایا گیا کہ یہ یہودیوں کی عادت ہے کہ وہ ناحق طریقے سے مال کھاتے ہیں[21]۔

۲) وقت گزرنے کے ساتھ سود کی شرح بڑھتی چلی جاتی تھی۔ اہل ایمان کو حکم دیا گیا کہ تم دوگنے پر دوگنا سود مت کھاؤ اور اللہ سے ڈرو[22]۔

۳) تیسرے مرحلہ پر سورۃ البقرۃ میں سود کی مکمل ممانعت کا حکم نازل کیا گیا[23]۔

سودی نظام کے معاشرتی اثرات

سودی نظام دنیا میں غلامی کا وہ طوق ہے جس نے کروڑوں انسانوں کو انسانوں کا غلام بناڈالا ہے۔ اب تو ممالک ایک دوسرے کے مقروض ہیں، بلکہ ستم بالائے ستم یہ کہ کئی اسلامی ممالک سودی قرضہ لینے کے بعد غلامی کے طوقوں میں اس طرح جکڑے جاچکے ہیں کہ ان کی پیدا ہونے والی نسلیں بھی لاکھوں کی مقروض جنم لے رہی ہیں، اور ان کے لیے اس لعنت سے چھٹکارا نہ صرف مشکل بلکہ محال ہے۔

سودی نظام کے دنیا میں تسلط کی وجہ سے مسلمان ایک ایسے دور میں جی رہے ہیں جہاں ایمان، امانتداری اور دیانت مکمل طور پر غائب ہو چکی ہے۔ اس پر فتن دور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے زبان نبوت نے ارشاد فرمایا:

" يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ، فَتُقْبَضُ الأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ، فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الوَكْتِ، ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى أَثَرُهَا مِثْلَ المَجْلِ، كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ، فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ، فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ، فَلاَ يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الأَمَانَةَ، فَيُقَالُ: إِنَّ فِي بَنِي فُلاَنٍ رَجُلًا أَمِينًا، وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ: مَا أَعْقَلَهُ وَمَا أَظْرَفَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ، وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ " وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا أُبَالِي أَيَّكُمْ بَايَعْتُ، لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الإِسْلاَمُ، وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ، فَأَمَّا اليَوْمَ: فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ إِلَّا فُلاَنًا وَفُلاَنًا [۲۴]

(ایک آدمی سوئے گا، تو ایمان اس کے دل سے نکل جائے گا، صرف ایک نشان باقی رہ جائے گا جیسے سیاہ دھبہ، پھر آدمی سوئے گا اور اس کا ایمان اور کم ہوگا اور وہ دھبہ اتنا کم ہو جائے گا جتنا کہ چنگاری سے پڑنے والا آبلہ، جو سب کو دکھائی دے، مگر اندر کچھ بھی نہ ہو، لوگ اپنی تجارت میں مشغول ہوں گے، مگر بھروسے کے لیے شاذ ہی کوئی ملے، پھر یہ کہا جائے گا کہ فلاں فلاں قبیلے میں بڑا ایماندار آدمی ہے، پھر کچھ عرصہ بعد کہا جائے گا فلاں شخص کیسا عقلمند، نرم گفتار اور طاقتور آدمی ہے مگر اصل میں اس کے دل میں رائی کے برابر ایمان بھی نہ ہوگا)

موجودہ دور میں انسانیت کے دل سے رہی سہی ایمانداری ختم کرنے والی سب سے بڑی چیز سودی نظام ہے، جس نے عالم انسانیت میں بدامنی، ہیجان انگیزی، سنگ دلی، ظلمت و کدورت، نفرت و عداوت پیدا کر کے انسان کو انسان سے لڑا دیا ہے۔ غیر اسلامی ممالک میں یہ لعنت اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ وہاں کے مالیاتی ادارے اپنی رعایا کو مکان، گاڑی، سازوسامان اور دکانات الغرض ہر چیز سود پر فراہم کرتے ہیں، لیکن بدقسمتی سے اس کی ناپاک بدبو ملک

پاکستان میں بھی سرایت کرتی چلی آرہی ہے جو حقیقت میں تنزلی کا پروانہ ہے۔ سودی نظام سے بڑھنے والا مال حقیقت میں گھٹ رہا ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رِبًا لِيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِنْدَ اللَّهِ وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ [۲۵]

معاشرتی عدم توازن میں سود کا کردار

اللہ تعالیٰ نے کائناتی نظام کو توازن کے ساتھ قائم ہے۔ جب تک توازن اور مساوات قائم رہتی ہے، تو خوشحالی کے در کھلے رہتے ہیں۔ اسلامی معاشرے میں توازن کا واحد ضابطہ بلاامتیاز احتساب، وسائل کی درست تقسیم، عدل وانصاف اور دل میں خوف خدا کا ہونا ہے۔ سودی نظام کے مہلک اثرات سے پوری دنیا بالواسطہ یا بلاواسطہ متاثر ہوتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جو لوگ اس لعنت سے آزاد بھی رہتے ہیں، ان کی قوت خرید بھی بالکل ختم یا کم ہو جاتی ہے، کیونکہ سودی اور سرمایہ دارانہ نظام امیر کو امیر تر اور غریب کو غریب تر بناتا ہے۔ اس لعنت کی بدولت ترقی پذیر ممالک کے کروڑوں لوگ مناسب غذاء سے بھی محروم ہو چکے ہیں، حالانکہ غذائی اجناس موجود بھی ہیں مگر ان کی قوت خرید ختم ہونے کے باعث وہ خریدنے سے محروم ہو جاتے ہیں۔ سامر مظہر قنطقجی لکھتے ہیں:

"تقديس المال في يدطبقة معينة من اصحاب روس المال وكل هذه المضاردعت بعض الاقتصاديين الي الدعوة الي تخفيض الفو ائد الي الصفر"[۲۶]

(مخصوص مالدار افراد کے ہاتھوں میں مال کا مقید ہونا، یہ تمام نقصانات بعض ماہرین معیشت کو فوائد کے نہ ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں) گویا سود کی وجہ سے دولت مخصوص طبقات کے ہاتھوں میں سمٹ جاتی ہے اور مقروض اپنے قرضے اتارنے کے لیے مزید قرض لے کر اپنا معاشی نظام ہمیشہ کے لیے تباہ کر دیتا ہے۔ چند اہم اثرات درج ذیل ہیں:

- سودی کاروبار کرنے والا محنت سے جی چراتا ہے اور کاروبار کے بجائے حرام زرائع سے منافع خوری کا عادی بن جاتا ہے۔
- سودی لین دین میں غریبوں سے اضافی پیسے لیے جاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ غریبوں کی مدد کا حکم دیتا ہے۔
- سود سے طاقتور افراد کمزوروں کا خون چوستے ہیں اور غریبوں کی غربت میں اضافہ ہوتا ہے۔
- سود سے کمزور طبقات کے کے دل میں طاقتور سود خوروں کے دل میں نفرت کے جذبات بیدار ہوتے ہیں جو خونریزی اور قتل وغارت گری پر منتج ہوتے ہیں۔
- سود میں قرض کے ذریعے مسلمان بھائی سے کیے جانے والے تعاون کے جذبات ماند پڑ جاتے ہیں اور مفادات کے حصول کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

حرمت سود کے اسباب

سودی لین دین معاشرتی، سماجی اور اخلاقی برائیوں کی جڑ ہے، یہ مال دار طبقے کو مزید خود غرض، مفاد پرست اور لالچی بناتا ہے۔ تجارتی لین دین میں سود کی لعنت نے ایسے ڈیرے ڈال لیے ہیں کہ ان سے جان چھڑانا مشکل بن چکا ہے۔ عالمی طاقتوں سے قرضہ لے کر عیاشیاں کرنے والوں نے نسل نو کو مقروض پیدا ہونے کا سرٹیفکیٹ دیدیا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ پوری دنیا میں قائم سودی لین دین کی عمارت میں اسلامی بینکاری کے نام کا اضافہ کیا گیا اور کنونشنل بنکنگ کو وضو کرواکر اسلامی بینکنگ کا نام دیا گیا ہے۔

سودی نظام کا خاتمہ کے لیے نبوی اقدامات

حضور ﷺ نے مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست سے سود کی لعنت کو پاک کرنے کے لیے درج ذیل اقدامات فرمائے:

ا۔ سود کی نفرت میں ترھیب کا طریقہ

بنی نوع انسانوں میں خوف خدا ایسی صفت ہے، جو انسان کو ہر طرح کے گناہ سے بچنے پر آمادہ کر سکتی ہے۔ حضور ﷺ سود کی نفرت کے لیے ترھیب کا طریقہ اپناتے تھے۔ اس جس اخلاقی بیماری کی نشاندہی فرماتے، اس کا باقاعدہ نام لیتے تاکہ اخلاقی قبح سے جان بچائی جاسکے۔ فرمان رسول ہے:

وَالشّبَابَ شُعْبَةٌ مِنْ الْجُنُونِ، وَشَرّ الْمَكَاسِبِ كَسْبُ الرّبَ[۲۷]

(جوانی جنون کا حصہ ہے اور بدترین کمائی سود کی کمائی ہے)

۲۔ سود خوروں کے متعلق مشاہدات معراج سے آگاہی

معراج کی رات ساتویں آسمان پر[(۲۸)] آپ ﷺ کو جہاں اور مجرمین کا مشاہدہ کرایا گیا، وہاں سود خور بھی دکھائے گئے، جن کے پیٹ گنبد کی طرح اونچے اور شیشے کی طرح صاف تھے۔ ان میں سانپ اور بچھو بھرے ہوئے تھے اور وہ اٹھنا چاہتے تو اٹھنے کی قدرت نہ رکھتے تھے۔ استفسار پر جبرئیل نے بتایا کہ یہ سود خور ہیں[۲۹]۔

معروف سیرت نگار علامہ سہیلیؒ لکھتے ہیں:

أَكَلَةَ الرّبَا، وَفِيهَا حَيّاتٌ تُرَى خَارِجَ الْبُطُونِ[۳۰]

(سود کھانے والے، ان کے پیٹوں میں سانپ تھے، جو باہر سے نظر آتے تھے)

۳۔ حرمت سود کا حکم سابقہ شرائع میں

سود ان جرائم میں سے جس کی حرمت صرف شریعت محمدی ﷺ کا خاصہ ہی نہیں بلکہ سابقہ شرائع میں بھی رہی ہے۔ حضور ﷺ نے یہودی علماء کو باور کرایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو جو "تسع آیات" دیے گئے تھے، ان میں سے ایک سود سے اجتناب بھی تھا۔ اس لیے سود سے منع کرنا اسلام کا نیا حکم نہیں بلکہ سابقہ شرائع کا تسلسل ہے[۳۱]۔

۴۔ عیسائیوں سے سود سے دستبرداری کا مطالبہ

حضور ﷺ کے پاس مباہلہ کے لیے نجران کے عیسائیوں کا وفد حاضر ہوا، تو نبوت و رسالت کی حقانیت کو دیکھ کر مباہلے سے پھر گئے اور دو ہزار حلے ہر سال ادا کرنے پر صلح کر لی۔ اس موقع پر آپ نے ان کے ساتھ جہاں اور شراط طے کیں، وہاں ایک شرط یہ بھی رکھی کہ سود نہیں کھائیں گے :

ولا يأكلوا الربا ولا يتعاملوا به[۳۲]

(سود نہیں کھائیں گے اور سودی معاملات بھی نہیں کریں گے)

وفد عبدالقیس بھی جب آپ ﷺ کے پاس مصالحت کے لیے آیا تو آپ نے سود سے دستبردار ہونے کی شرط رکھی جسے انھوں نے قبول کیا۔ یحیٰ عامری لکھتے ہیں :

قال البغوي فصالحهم رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال والذي نفسي بيده ان العذاب قد تدلى على أهل نجران ولو تلاعنوا لمسخوا قردة وخنازير[۳۳]۔

(بغوی فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول نے ان سے ترک سود پر صلح کی اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، عذاب نجران والوں سے ٹل گیا، اگر یہ انکار کرتے تو بندر اور خنزیر میں بدل دیے جاتے)

عصر حاضر میں سود خوری، رشوت ستانی اور قمار بازی جیسی برائیاں اپنے پیٹ کی آگ بھرنے کے لیے انجام دی جا رہی ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کی زندگی اہل ایمان کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے زندگی کے ۶۳ سال دنیا میں گزارے، دس سالہ مکی دور میں مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کو مال و اسباب، اقتدار اور سرداری کے لالچ دیے، مگر آپ نے مال و دولت کی دیوی کو ٹھکرایا۔ شعب ابی طالب میں تین سال کی قید کاٹی۔ صحابہ کرام کو جبر و تشدد کا نشانہ بننا پڑا، ہجرت، قتل، تشدد جیسے تلخ تجربات سے گزرنا پڑا، مگر ہمیشہ اخلاقی برائیوں پر سمجھوتہ کبھی نہ کیا۔ اہل طائف سودی کاروبار کرتے تھے۔ جب ان سے مصالحت ہوئی تو آپ نے شرط رکھی تھی کہ وہ سود لین دین نہیں کریں گے[۳۴]۔

۴۔ سودی نظام کے ذرائع کی حوصلہ شکنی

سیرت رسول سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے جس طرح شراب کی شناعت اور قباحت کو اہل ایمان کے دل میں بیٹھانے کے لیے اس کے بنانے والوں، لے جانے والوں، فروخت کرنے والوں، پینے والوں، پلانے والوں اور شراب کے برتنوں پر لعنت کی ہے، اسی طرح سودی نظام میں معاونت کرنے والوں، سود لکھنے والوں، گواہ بننے والوں پر بھی لعنت کی ہے۔ فرمان رسول ہے :

وروی مسلم عن جابر بن عبداللہ-رضی اللہ تعالی عنہ-قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال: ھم سواء[35]

(جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے سود کھانے والوں، اس کے کھلانے والے پر، لکھنے والے پر اور گواہ بننے والے پر اور وہ جرم میں برابر کے شریک ہیں)

مکہ میں جب آپ سربراہ مملکت بنے، اور دنیا کے اطراف واکناف سے سونے چاندے کے لدے ہوئے اونٹ آپ کی طرف آنے لگے، تب بھی آپ کے گھر میں عسرت اور تنگی باقی رہی۔ بادشاہوں کا جلال اور رعب ودبدبہ، درباروں کے ریشمی پردے، منقش قالین، زر اور جواہر سے لدے ہوئے تاج آپ کی آنکھوں کو کبھی خیرہ نہ کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ کے پاس اپنے ترکے میں ہتھیار، سواری کا خچر اور زمین کا ایک ٹکڑا چھوڑا تھا، جسے صدقہ کر دیا گیا۔ سود ایک متداول طریقہ تھا، یمن کے نجرانی تجار بھی اس سے خوف فائدہ حاصل کرتے تھے۔ آپ نے ان کے ساتھ بھی شرط لگائی کہ وہ سودی لین دین نہیں کریں گے، تب مصالحت کی[36]۔

فقہاء و محدثین نے سیرت رسول ﷺ سے حاصل ہونے والی اس تعلیم پر سختی سے عمل کر کے دکھایا۔ امام ابو حنیفہؒ کے متعلق منقول ہے کہ جب مقروض کے ہاں جانے کا اتفاق ہوتا تو اس کے سایے میں بھی نہ بیٹھتے کہ کہیں اس کے سایے سے منفعت حاصل کرنا سود میں داخل نہ ہو[37]۔

غیر سودی معاشرے کے قیام میں حکومت کا کردار

اسلام معاشی عدل وانصاف پر مبنی معاشرے کے قیام کا خواہاں ہے، جس میں رہنے والی انسانیت حسب استطاعت انفاق فی سبیل اللہ کا اہتمام کرتی ہے۔ صاحب ثروت اور اہل خیر افراد مفلس اور نادار، مفلوک الحال افراد کو خود تلاش کر کے ان کا حق ان کی دہلیز پر پہنچاتے ہیں۔ ناجائز منافع خوری، طبقاتی نظام نیست و نابود ہو، بیت المال کا نظام وسیع پیمانے پر قائم ہو۔ یتامیٰ، بیوگان اور بیروزگاروں کے وظائف مقرر ہوں۔ معاشرتی جرائم کے خلاف حکومتی مشنری سینہ سپر رہے۔ چوری، بدیانتی، خیانت، لوٹ کھسوٹ، منافع خوری، ذخیرہ اندوزی، رشوت، سود اور کرپشن کرنے والوں کو تعزیزی سزائیں دی جائیں۔

دنیا کے نقشے پر آویزاں مسلم اور غیر مسلم مالک میں سودی تجارتی سسٹم مکمل طور پر سرایت کر گیا ہے۔ علماء کا اتفاق ہے کہ مسلم ممالک کے مابین سودی تجارت کی تو قطعاً اجازت نہیں، تاہم اگر دوسری جانب غیر مسلم ریاست موجود ہے، تو کیا اس کے ساتھ تجارتی معاملات کیے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ اس کے متعلق مفتی تقی عثمانی رقمطراز ہیں:

"اس مسئلہ میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے، کہ کسی غیر مسلم ریاست سے سود لیاجاسکتاہے یا نہیں؟ بعض فقہاء نے اس کی اجازت دی ہے، لیکن اس کی وجہ سود کا جواز نہیں، بلکہ یہ ہے کہ دارالحرب میں رہنے والے کافروں کامال ان کی رضامندی سے وصول کر کے اس پر قبضۃ کرلیناان فقہاء کے نزدیک جائز ہے، دارالحرب کے کفار وہ مال خواہ کوئی بھی نام رکھ کر دیں، ان کے مسلک کے مطابق مسلمان اسے بحثیت سود نہیں بلکہ اس حیثیت سے وصول کر سکتے ہیں کہ وہ ایک حربی کا مال مباح ہے، لہٰذا اضطراری حالت میں اس نقطہ نظر کو اختیار کرنے کی گنجائش ہے"[۳۸]۔

ظہور اسلام کے بعد ہونے والی تبدیلیوں کو پیش نظر رکھ کر کسی شرعی حکم کو بدلا نہیں جائے گا۔ جس طرح مرورزمانہ کے ساتھ بدکاری، شراب نوشی، جوا اور قمار بازی کی نئی تشریح نہیں کی جائے گی، اسی طرح سودی نظام کے لیے راہیں ہموار کرنے کے لیے ربا کی نئی تشریح نہیں کی جاسکتی۔

حوالہ جات وحواشی

[۲]۔ سود کو لیاط اس لیے کہتے ہیں کہ یہ بیع سے ملتا جلتا ہے، مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: اللؤلؤ المكنون في سيرة النبي المأمون «دراسة محققة للسيرة النبوية»، موسى بن راشد العازمي، ج ۲، ص ۳۶۲، الناشر: المكتبة العامرية للإعلان والطباعة والنشر والتوزيع، الكويت، الطبعة: الأولى، ۱۴۳۲ هـ - ۲۰۱۱ م

[3]۔ وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو: شرح المہذب، علامہ بدالدین عینی حنفی، ج ۱، ص ۶۷

[۴]۔ تاج العروس من جواهر القاموس، محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني، أبو الفيض، الملقّب بمرتضى، الزَّبيدي (المتوفى: ۱۲۰۵هـ) ج ۳۸، ص ۱۱۸، الناشر: دار الهداية

[۵]۔ الهداية إلى بلوغ النهاية في علم معاني القرآن وتفسيره، وأحكامه، وجمل من فنون علومه، أبو محمد مكي بن أبي طالب حَمّوش بن محمد بن مختار القيسي القيرواني ثم الأندلسي القرطبي المالكي (المتوفى: ۴۳۷هـ) ج ۱، ص ۹۰۷، بحوث الكتاب والسنة - كلية الشريعة والدراسات الإسلامية - جامعة الشارقة، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۹ هـ - ۲۰۰۸ م

[۶]۔ أحكام القرآن، أحمد بن علي أبو بكر الرازي الجصاص الحنفي (المتوفى: ۳۷۰هـ) ج ۲، ص ۱۸۹، الناشر: دار إحياء التراث العربي — بيروت، تاريخ الطبع: ۱۴۰۵ هـ

[۷]۔ التفسير المظهري، المظهري، محمد ثناء الله، ج ۱، ص ۴۱۹، الناشر: مكتبة الرشدية — الباكستان الطبعة: ۱۴۱۲ هـ

[8]۔ الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي، ج ۱، ص ۳۲۳

۹۔ سودی احکام بتدریج نازل ہوئے، البتہ مکمل حرمت سود کا حکم نو ہجری کو نازل ہوا، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: حدائق الأنوار ومطالع الأسرار في سيرة النبي المختار، محمد بن عمر بن مبارك الحميري الحضرمي الشافعي، الشهير بـ «بَحْرَق» (المتوفى: ٩٣٠هـ)الناشر: دار المنهاج – جدة

10۔ سیرت النبی ﷺ، علامہ شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، ج۴، ص۲۰۱، مکتبہ اسلامیہ، طبع ۲۰۱۲

١١۔ تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم، أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدريس بن المنذر التميمي، الحنظلي، الرازي ابن أبي حاتم (المتوفى: ٣٢٧هـ)ج ٢، ص ٥٥١، الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز – المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثالثة – ١٤١٩ هـ

12۔ بائبل، کتاب الخروج، باب ۲۲، آیت: ۲۵

13۔ عہد نامہ قدیم، کتاب الاستثناء باب ۲۳، آیت: ۱۹

14۔ زبور، باب ۱۵، آیت ۵

١٥۔ سُبُل السَّلام مِن صَحيح سيرة خَير الأنَامِ عَليه الصَّلاة وَالسَّلام، المؤلف: صالح بن طه عبد الواحد الناشر: مكتبة الغرباء، الدار الأثرية، ج ١، ص ٢٤٤، الطبعة: الثانية، ١٤٢٨ هـ

16۔ انجیل لوقا، ج۶، ص ۳۵

17۔ سورۃ النساء: ۱۵۹ تا ۱۶۰

١٨۔ تفسير مقاتل بن سليمان، أبو الحسن مقاتل بن سليمان بن بشير الأزدي البلخى (المتوفى: ١٥٠هـ)ج ١، ص٢٢٦، الناشر: دار إحياء التراث – بيروت، الطبعة: الأولى – ١٤٢٣ هـ

١٩۔ المعجم الأوسط، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: ٣٦٠هـ) ج ٧، ص ٢٤٩، رقم الحديث : ٧٦٩٥، الناشر: دار الحرمين – القاهرة

٢٠۔ مسند الإمام أحمد بن حنبل، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: ٢٤١هـ) ج ١٦، ص ٢٥٨، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ – ٢٠٠١ م

21۔ ملاحظہ ہو: سورۃ النساء: ۱۶۱

22۔ ملاحظہ ہو: سورۃ آل عمران: ۱۳۰

23۔ ملاحظہ ہو: سورۃ البقرۃ: ۲۷۸

٢٤۔ الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي، ج ٨، ص ١٠٤، رقم الحديث: ٦٤٩٧ الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ

25۔ سورۃ الروم:۳۹

26۔ ضوابط الاقتصاد الاسلامی فی معالجۃ الازمات المالیہ العالمیہ، سامر مظہر قنطقجی، ص ۳۳

۲۷۔ المغازي ، محمد بن عمر بن واقد السهمي الأسلمي بالولاء، المدني، أبو عبد الله، الواقدي (المتوفى: ۲۰۷هـ)ج ۳، ص ۱۰۱۶، دار الأعلمي – بيروت ،الطبعة: الثالثة – ۱۹۸۹/۱۴۰۹

۲۸۔ الخصائص الكبرى، عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: ۹۱۱هـ)ج ۱، ص ۲۹۰، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت

۲۹۔ السيرة النبوية لابن هشام، عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري، أبو محمد، جمال الدين (المتوفى: ۲۱۳هـ)ج ۱، ص ۴۰۵الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية، ۱۳۷۵هـ – ۱۹۵۵ م

۳۰۔ الروض الأنف في شرح السيرة النبوية لابن هشام: أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد السهيلي (المتوفى: ۵۸۱هـ) ج ۳، ص ۳۸۳، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت،الطبعة: الطبعة الأولى، ۱۴۲۱هـ/ ۲۰۰۰م

۳۱۔ الخصائص الكبرى، عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: ۹۱۱هـ)ج ۱، ص ۳۱۷، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت

۳۲۔ إمتاع الأسماع بما للنبي من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع، أحمد بن علي بن عبد القادر، أبو العباس الحسيني العبيدي، تقي الدين المقريزي (المتوفى: ۸۴۵هـ)ج ۲، ص ۹۵، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت،الطبعة: الأولى، ۱۴۲۰ هـ – ۱۹۹۹ م

۳۳۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: بهجة المحافل وبغية الأماثل في تلخيص المعجزات والسير والشمائل، يحيى بن أبى بكر بن محمد بن يحيى العامري الحرضي (المتوفى: ۸۹۳هـ)ج ۲، ص ۱۶، الناشر: دار صادر – بيروت

34۔ فتوح البلدان، احمد بن یحیٰ بن جابر البلاذری، فتح طائف، ص ۶۳

۳۵۔ سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد، وذكر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله في المبدأ والمعاد، محمد بن يوسف الصالحي الشامي (المتوفى: ۹۴۲هـ)ج ۹، ص ۱۷۲، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ۱۴۱۴ هـ – ۱۹۹۳ م

36۔ سنن ابی داود، امام ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی، کتاب الامارۃ، باب فی اخذ الجزیہ، حدیث نمبر: ۳۰۴۱

۳۷۔ روح البيان، إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي الحنفي الخلوتي , المولى أبو الفداء (المتوفى: ۱۱۲۷هـ) ج ۱، ص ۳۱، الناشر: دار الفكر – بيروت

38۔ ہمارا معاشی نظام، مفتی محمد تقی عثمانی، ص ۹۷، طبع مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴۳۲ھ